No. 24

پلڈاٹ

(خلاصہ قانون سازی)

نومبر 2015

قانون (ترمیم) پنجاب پولیس آرڈر 2013

موجودہ صورتحال

پنجاب پولیس آرڈر ترمیمی آرڈیننس' 24۔جولائی 2013 کو وضع ونافذ کیا گیا۔اس وقت کے وزیر قانون' رانا ثناء اللہ خان نے 26۔جولائی 2013 کو قانون (ترمیم) پولیس آرڈر پنجاب 2013 پنجاب اسمبلی میں متعارف کروایا اور بعد ازاں 29۔اگست 2013 کو پنجاب اسمبلی نے اس کی منظوری دے دی۔

اظہار تشکر اور اظہار لاتعلقی

اس بریف کو محمد علی نیکوکارا، سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے تحریر کیا۔ پلڈاٹ نے یہ بریف پولیس، پراسیکیوشن سروس اور قانونی امداد میں اصلاحات کے منصوبے (Reforms in Police, Prosecution Service and Legal Aid Project) کے تحت تحریر وشائع کیا ہے جس کیلئے اسے Enhanced Democratic Accountability and Civic Engagement (EDACE) کے تحت Development Alternatives Inc. (DAI) کا مالی تعاون حاصل رہا۔ضروری نہیں کہ اس بریف میں دی گئی آراء اور تجزیہ Development Alternatives Inc. کی آراء کی عکاسی کرتا ہو۔

ترمیمی قانون 2013 کے اہم نکات

۱۔ یہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی بجائے سب انسپکٹر کی براہ راست بھرتی کا اہتمام کرتا ہے۔(آرٹیکل 7(3)؛ 50 فیصد اسامیوں پر سب انسپکٹر کے عہدے پر براہ راست بھرتی' امیدوار کے پولیس ریجن کے ضلع کے ڈومیسائل کی بنیاد پر ہوگی (آرٹیکل 7(3)(b))؛

۲۔ اس کے ذریعے سب انسپکٹر کے عہدے پر محکمانہ ترقی کیلئے حاضر سروس اسسٹنٹ سب انسپکٹرز اور ہیڈ کانسٹیبلز کے لئے میرٹ کی بنیاد پر 25 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا ہے (آرٹیکل 7(3)(c)(a))؛

۳۔ اس کے ذریعے اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے عہدے پر محکمانہ ترقی کیلئے ہیڈ کانسٹیبلز اور کانسٹیبلز کیلئے میرٹ کی بنیاد پر 25 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا ہے (آرٹیکل 7(3)(c)(b))؛

۴۔ اس میں ڈسٹرکٹ انویسٹی گیشن برانچ کی تخلیق کے ذریعے تفتیشی امور کو ضلعی پولیس افسر کے براہ راست کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔(آرٹیکل 18)؛

۵۔ تفتیش کی بروقت تکمیل اور تصدیق کیلئے تفتیش کے نئے نظام میں نگرانی کرنے والے افسران کا اہتمام کیا گیا ہے جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سے کم عہدے کا نہ ہوگا (آرٹیکل 18)؛

۶۔ ضلعی، ریجنل اور صوبائی پولیس دفاتر کی سطح پر تفتیش کی تبدیلی کی درخواست پر' مقررہ میعاد کے اندر' تفتیش کی تبدیلی کا اہتمام کرنے کیلئے آرٹیکل 18-A کا اضافہ کیا گیا ہے؛

۷۔ سب انسپکٹرز کو ایس ایچ اوز تعینات کرنے کیلئے آرٹیکل 21 میں ترمیم کی گئی ہے؛

۸۔ اس کے ذریعے پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 184 کو حذف کر دیا گیا ہے جو صوبائی حکومت کو چیف ایگزیکٹو آف پاکستان کی منظوری کے تابع خصوصی حالات کی بنیاد پر صوبے سے متعلق مذکورہ آرڈر میں کسی ترمیم یا تبدیلی کا اختیار دیتا تھا؛

۹۔ اہم بات یہ ہے کہ ترمیمی قانون 2013 کی منظوری سے' پنجاب نے پولیس آرڈر 2002 کی بقایا تصریحات کو اپنا لیا ہے جن میں پنجاب پولیس کے انصرام' انتظام' سول نگرانی اور احتساب کی تصریحات شامل ہیں۔

خلاصہ

پنجاب نے ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے کی جانے والی ترامیم کے تابع' پولیس آرڈر 2002 کی تصریحات کو برقرار رکھا ہے۔اہم ترامیم درج ذیل ہیں:

الف) آرٹیکل 7 میں ترمیم کے ذریعے' اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کی جگہ سب انسپکٹرز کی براہ راست بھرتی کو متعارف کرایا گیا ہے نیز کانسٹیبلز' ہیڈ کانسٹیبلز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کی مبنی بر میرٹ تیز رفتار ترقی کی ترغیب دی گئی ہے؛

ب) آرٹیکل 18 میں ترمیم کے ذریعے تفتیش کے عمل کو منضبط بنایا گیا ہے جس میں تفتیش کی نگرانی کی سطح میں اضافہ

قانون (ترمیم) پنجاب پولیس آرڈر 2013

شامل ہے؛ نیز آرٹیکل A-18 کے اضافے کے ذریعے ضلع کے اندر ہی تفتیش کی تبدیلی کی گنجائش نکالی گئی ہے اور تفتیش کی تبدیلی کے فیصلے کیلئے مدت کا تعین بھی کیا گیا ہے؛

ج) آرٹیکل 21 میں ترمیم کے ذریعے سب انسپکٹرز کو ایس۔ایچ۔او تعینات کرنے کی گنجائش نکالی گئی ہے؛ اور

د) آرٹیکل 184 کو حذف کر دیا گیا ہے جو صوبائی حکومتوں کو وزیر اعظم کی پیشگی منظوری سے اپنی مخصوص ضروریات اور حالات کے مطابق پولیس آرڈر میں ترمیم کا اختیار دیتا تھا۔

ان ترامیم کے ذریعے تعلیم یافتہ تفتیش کاروں اور بطور ایس۔ایچ۔او تعیناتی کیلئے اہل سب انسپکٹرز کی بھرتی، تفتیش کے عمل میں بہتر نگرانی اور کمان کی اکائی، تفتیش کی مقامی سطح پر سہل اور جلد تبدیلی، کانسٹیبلز، ہیڈ کانسٹیبلز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کی میرٹ پر مبنی تیز رفتار ترقی کیلئے ترغیبات اور ایس۔ایچ۔او صاحبان کی تعیناتی کیلئے سٹی/ڈسٹرکٹ پولیس افسران کو زیادہ بہتر انتخاب کا موقع فراہم کرنے کیلئے اہل سب انسپکٹرز کو ایس۔ایچ۔او تعینات کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ تاہم سپریم کورٹ، پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 184 کے حذف کئے جانے کی تقدیر کا فیصلہ کرے گی۔[1]

ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے پولیس آرڈر 2002 کا شروع سے اصل مسئلہ اس پر عملدرآمد کا ہے۔ سول نگرانی، احتساب اور کمیونٹی پولیسنگ کے بارے میں پولیس آرڈر 2002 کی اہم تصریحات پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ علاوہ ازیں، ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے ترمیم شدہ پولیس آرڈر 2002 میں چند مزید ترامیم، بالخصوص سیفٹی کمیشن اور کمپلینٹ اتھارٹیز کے سیاسی توازن میں بہتری لانے، اتھارٹیز کی صوابدید کو منضبط کرنے اور پولیس کی کارکردگی میں بہتری لانے کے حوالے سے درکار ہیں۔

ترمیمی قانون 2013 کا تجزیہ

۱۔ **آرٹیکل 7:** ترمیم شدہ آرٹیکل (3) 7 پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اسسٹنٹ سب انسپکٹر کی بجائے سب انسپکٹر کی براہ راست بھرتی کا اہتمام کرتا ہے۔ اس ترمیم کے ذریعے یہ پالیسی وضع کی گئی ہے کہ سب انسپکٹرز کے عہدے پر بہتر تعلیم یافتہ نوجوان تفتیشی افسر بھرتی کئے جا سکیں اور مستقبل کے ممکنہ ایس ایچ اوز کو تیار کیا جا سکے۔ آرٹیکل 7 میں ترمیم نے اہل کانسٹیبلز، ہیڈ کانسٹیبلز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے میرٹ پر تیز رفتار ترقی کا موقع بھی فراہم کیا ہے۔ تاہم پولیس میں مختلف عہدوں پر براہ راست بھرتی میں ہمیشہ مسائل دیکھنے میں آئے ہیں۔ بھرتی کا عمل شفاف اور مسابقانہ نہ ہونے کے باوجود اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی براہ راست بھرتی، پولیس کی قیادت اور جونیئر عہدوں پر پائے جانے والے خلا کی بڑی وجہ رہی ہے۔ ماضی میں انسپکٹرز کی براہ راست بھرتی سے ترقی کے ذریعے بننے والے انسپکٹرز اور سب انسپکٹرز اور براہ راست بھرتی ہونے والے انسپکٹرز کے درمیان تناؤ کے باعث پولیس میں داخلی تقسیم پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں نہ ختم ہونے والی مقدمہ بازی شروع ہو گئی۔ اسی طرح، سب انسپکٹرز کی براہ راست بھرتی سے بھی پنجاب پولیس کے حاضر سروس کانسٹیبلز، ہیڈ کانسٹیبلز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز میں بے چینی پیدا ہو گی۔ ماہرین کو چاہیے کہ وہ ٹھوس شواہد کی بنیاد پر براہ راست بھرتی پر غور کریں اور اس کا تجزیہ کریں۔

۲۔ **آرٹیکل 18** میں ترمیم کے ذریعے صوبے بھر میں ضلعی تفتیشی مراکز کے قیام سے تفتیش کے عمل کو اس طور منضبط بنایا گیا ہے کہ معمولی جرائم کی تفتیش متعلقہ تھانے میں ہو اور بڑے جرائم کی تفتیش ان مراکز کے سپرد کر دی جائے۔ تفتیش کی بروقت تکمیل اور تصدیق کے لئے تفتیش کے نئے نظام میں نگران افسران کی دفعہ متعارف کروائی گئی ہے۔ یہ افسران تفتیشی افسران یا افسران کی ٹیم کو طلب کر سکتے ہیں اور مقدمات کی جانچ کر سکتے ہیں۔ تفتیش کے عمل کو پولیس کے دیگر فرائض سے علیحدہ کر کے اور نگرانی کے عمل کو بہتر بنانے سے تفتیش کے معیار میں بہتری آئے گی اور ناقص تفتیش پر موثر داخلی نگرانی ہو سکے گی۔

۳۔ **آرٹیکل 18A** کے اضافے سے تفتیش کی تبدیلی کا نیا طریق کار متعارف کروایا گیا ہے جس میں تفتیش ایک تفتیشی افسر سے دوسرے یا ایسے تفتیشی افسران کی ٹیم کو دی جا سکتی ہے جو سابقہ تفتیشی افسر سے عہدے میں مساوی یا بڑا ہو؛ تفتیش تبدیل کرنے کے مجاز افسر یہ ہیں: (i) ڈسٹرکٹ سٹینڈنگ کمیٹی سے رائے لینے کے بعد ضلعی سربراہ؛ (ii) ریجنل سٹینڈنگ بورڈ سے رائے لینے کے بعد ریجنل پولیس افسر؛ یا (iii) سٹینڈنگ ریویو بورڈ سے رائے لینے کے بعد صوبائی پولیس افسر۔ ایسا استعداد کار کے حوالے سے عوام الناس کو درپیش مسائل کی وجہ سے کیا گیا ہے نیز مقامی سطح پر تفتیش کی تبدیلی کو سہل بنانا بھی مقصد تھا۔ اس طرح تفتیش تبدیل کرنے کی ایک سطح کا اضافہ کیا گیا ہے اور DPO کو پہلی تبدیلی کا اختیار دیا گیا ہے جو پہلے نہیں تھا۔ تفتیش کی تبدیلی کی درخواست کے فیصلے میں تاخیر سے بچنے کیلئے میعاد مقرر کر کے نگران افسر کی

پلڈاٹ

(خلاصہ قانون سازی)

قانون (ترمیم) پنجاب پولیس آرڈر 2013

صوابدید پر کنٹرول متعارف کروایا گیا ہے۔

۴۔ آرٹیکل 21 میں ترمیم کے ذریعے اہل سب انسپکٹرز کو ایس۔ایچ۔او تعینات کرنے کی گنجائش نکالی گئی ہے تاکہ ایس ایچ او کے عہدے پر تعیناتی کے لئے موزوں افسر کے انتخاب میں سٹی اور ڈسٹرکٹ پولیس افسران کے محدود اختیارات کو کسی حد تک وسیع کیا جاسکے۔

۵۔ پولیس آرڈر 2002 کا **آرٹیکل 184**، جو وزیر اعظم کی منظوری سے مشروط صوبائی حکومتوں کو اپنی مخصوص ضروریات اور حالات کی بنیاد پر صوبے سے متعلق آرڈر کی کسی شق میں ترمیم یا تبدیلی کا اختیار دیتا تھا، حذف کر دیا گیا ہے۔ پولیس آرڈر 2002 میں ترمیم یا اس کی تنسیخ کے حوالے سے صوبائی اسمبلیوں کے منظور کردہ قوانین کی دستوری حیثیت کا بالآخر اور حتمی فیصلہ سپریم کورٹ کرے گی۔

ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے پنجاب نے **پولیس آرڈر 2002 کی بقایا تصریحات کو اپنا لیا ہے** جن میں پولیس کی عوامی نگرانی اور احتساب شامل ہیں۔ پولیس آرڈر 2002 نے پولیس ایکٹ 1861 کی جگہ اس لئے لی تھی کہ پولیس میں ایسی اصلاحات لائی جائیں کہ یہ ''آئین، قانون اور پاکستانی شہریوں کی جمہوری امنگوں کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دے۔'' اس کا مقصد ایسی پولیس سروس تخلیق کرنا ہے جو ''پیشہ ور، خدمت سے سرشار اور عوام کو جوابدہ'' ہو؛ یہ ایسی پولیس سروس کا تصور پیش کرتا ہے جو جرائم کی روک تھام، سراغ اور امن عامہ کی برقراری میں مستعد ہو۔

پولیس آرڈر 2002 کے نمایاں پہلو: پنجاب میں پولیس کے انضباط قانون، پولیس آرڈر 2002 کے نمایاں پہلو منجملہ طور پر درج ذیل ہیں:

ا۔ وفاقی، صوبائی اور ضلعی پبلک سیفٹی کمیشن کے ذریعے **سول نگرانی** (آرٹیکل 37-96)

۲۔ پولیس افسران بشمول اس کے سربراہان کی تبدیلی اور تعیناتی میں **سیاسی انتظامیہ کے کردار میں کمی** (آرٹیکل 11, 12, 13, 15 اور 17)؛

۳۔ سٹیزن پولیس لائزان کمیٹیوں کے ذریعے **کمیونٹی پولیسنگ** (آرٹیکل 168)

۴۔ پولیس کمپلینٹس اتھارٹی (آرٹیکل 108-97) اور پبلک سیفٹی کمیشن کے ذریعے **بیرونی احتساب**

پولیس آرڈر 2002 نے پولیس کے امور پر مجسٹریٹ کے کنٹرول اور نگرانی کو ختم کر کے پولیس پر دہرے کنٹرول کو بھی ختم کر دیا ہے (آرٹیکل 10 اور 16)۔ اس کے ذریعے برانچوں، ڈویژنوں، بیوروز اور شعبوں میں امور کی سپشلائزیشن کا اہتمام موجود ہے۔

عملدرآمد کی صورتحال: ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے ترمیم شدہ پولیس آرڈر 2002 کے کچھ حصوں پر عملدرآمد میں پیش رفت دیکھنے میں آئی جیسے بڑے شہری مراکز میں ہونے والے تفتیشی امور کی علیحدگی (آرٹیکل 18)، تفتیش کی تبدیلی کا انضباط (آرٹیکل 18-A)، پولیس افسران کے جرائم کی سزائیں (آرٹیکل 158, 157, 156)، ضلعی سطح پر کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹی کی تشکیل (آرٹیکل 109-111)۔

تاہم، جمہوری پولیس کے فروغ اور مناسب عوامی اہمیت کی تخلیق کے حوالے سے 2002 کی پولیس اصلاحات پر جزوی عملدرآمد کا مجموعی اثر خاصا کم رہا ہے۔ بہرحال ان میں سے زیادہ تر ایسے انصرامی نکات جو جمہوری پولیس کی تشکیل کیلئے اہم تھے جیسے سیفٹی کمیشن، کمپلینٹ اتھارٹیز اور سٹیزن پولیس لائزان کمیٹیاں، ان کا ابھی تک پنجاب میں قیام عمل میں نہیں آسکا ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور جونیئر افسران کے انتخاب اور میعاد عہدہ سے متعلق دفعات پر بھی عمل نہیں ہو رہا ہے اور اس طرح پولیس کی سیاسی غیر جانبداری اور استعداد پر سمجھوتہ کرنا پڑ رہا ہے۔

بہتری کی گنجائش: ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے ترمیم شدہ پولیس آرڈر 2002 سول نگرانی اور احتسابی اداروں میں ''سیاسی توازن'' برقرار رکھنے اور اتھارٹیز کے ''صوابدیدی اختیارات کو منضبط کرنے'' اور ''کارکردگی کے انصرام'' میں بھی کمزور ہے۔ ترمیمی قانون 2013 کے ذریعے ترمیم شدہ پولیس آرڈر 2002 میں ''شہری پولیس نظام'' کی مخصوص ضروریات پر توجہ کی بھی کمی ہے۔ بڑے شہروں، جیسے لاہور، فیصل آباد اور راولپنڈی میں امن عامہ کی پیچیدہ صورتحال پیدا ہوتی رہتی ہے اور یہاں پولیس کی جانب سے زیادہ مستعد اور پیشہ ورانہ ردعمل کی ضرورت رہتی ہے۔

علاقائی تجربات اور مثالیں: پولیس آرڈر 2002، جنوبی ایشیاء میں متعارف کرائی جانے والی جمہوری پولیس کی غالباً سب سے ترقی پسند قانون سازی ہے۔ تاہم، یہ بات ہمیشہ مدنظر رہنی چاہیے کہ علاقائی تجربات اور اقدامات سے سیکھا جائے۔ بھارتی پنجاب پولیس قانون 2007 (بھارتی قانون) اور کیرالہ پولیس قانون 2011 سے ہمیں چند مفید مثالیں ملتی ہیں:

☆ بھارتی قانون کا آرٹیکل 33، داخلی سیکیورٹی سکیم کا اہتمام کرتا ہے اور اسی قانون

پلڈاٹ

(خلاصہ قانون سازی)

قانون (ترمیم) پنجاب پولیس آرڈر 2013

کا آرٹیکل 34، دہشت گردی اور عسکریت پسندی کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے، حکومت کو جب بھی ضرورت ہو، سپیشل سکیورٹی زون کی تخلیق کا اہتمام کرتا ہے۔

۱۔ بھارتی قانون کا آرٹیکل 32، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کے عہدے تک تبدیلی اور تعیناتی کے فیصلوں کو زیادہ شفاف، مشترکہ اور سوچا سمجھا بنانے کا اہتمام کرتا ہے۔

۲۔ بھارتی قانون کے آرٹیکل 36 تا 39 میں جرائم کی تفتیش کے مخصوص یونٹوں کے قیام کا اہتمام موجود ہے جو انتخاب کے معیار، تربیت اور قانونی و فارینزک لحاظ سے تفتیش کاروں کیلئے معاون سمجھے جاسکتے ہیں۔

۳۔ کیرالہ پولیس قانون 2011 کا آرٹیکل 96، پولیس افسران کو بدعنوانی اور تشدد کے واقعات رپورٹ کرنے کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔

۴۔ بڑے شہروں کو ان کی مخصوص ضروریات کے حوالے سے بہتر پولیس نظام دینے کی غرض سے بھارت اور بنگلہ دیش کے مختلف شہروں میں پولیس کمشنری نظام رائج ہے۔

ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کیلئے سفارشات

۱۔ پولیس آرڈر 2002 کی اہم جمہوری دفعات پر **عملدرآمد** کیا جائے اور درج ذیل کا قیام فی الفور عمل میں لایا جائے:

۱۔ پولیس پر سول نگرانی متعارف کروانے کے لئے دو جماعتی **پبلک سیفٹی کمیشن**؛

۲۔ پولیس کے بیرونی احتساب کو زیادہ موثر بنانے کیلئے **پولیس کمپلینٹس اتھارٹیز**؛

۳۔ **سٹیزن پولیس لائزان کمیٹی**۔ پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 168 میں درج ہے کہ ''حکومت سٹیزن پولیس لائزان کمیٹی کا قیام عمل میں لاسکتی ہے۔۔۔۔''اس کو اختیاری کی بجائے لازمی قرار دینے کی ضرورت ہے۔

۲۔ میرٹ پر مبنی تعیناتی اور آئی جی پولیس کو موزوں موقع دینے کے عمل کو فروغ دینے کیلئے آئی جی کے **انتخاب اور میعاد عہدے** سے متعلق پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 12 پر **عملدرآمد**

۳۔ آئی جی پولیس کی معاونت اور ٹرانسفر اور تعیناتیوں کے زیادہ سوچے سمجھے اور شفاف فیصلوں کیلئے ڈپٹی/اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سے کم عہدے کے پولیس افسران کی تعیناتی، ٹرانسفر اور ترقی کیلئے سفارشات مرتب کرنے کیلئے سینئر پولیس افسران پر مشتمل **پولیس اسٹیبلشمنٹ بورڈ** کی تشکیل کے حوالے سے پولیس آرڈر 2002 میں ترمیم کی جائے۔

۴۔ **صوبائی کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹی**: صوبائی سطح پر کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹی کی تشکیل اہم ہے، جس میں عدالت عالیہ لاہور کے چیف جسٹس بطور چیئرپرسن اور دیگر ارکان میں چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس، سیکرٹری داخلہ، سیکرٹری قانون، سیکرٹری پراسیکیوشن اور وائس چیئرمین پنجاب بار کونسل شامل ہیں۔ یہ صوبائی کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹی (الف) اضلاع کی کریمنل جسٹس کوارڈینیشن کمیٹیوں کی کارکردگی کا جائزہ لے گی، (ب) قوانین اور پالیسیوں کا جائزہ لے گی، سٹرٹیجک طریقے سے سوچ بچار کرے گی اور (ج) فوجداری نظام انصاف میں بہتری کیلئے اقدامات تجویز کرے گی اور فوجداری نظام انصاف کے ارکان کے مابین موجودہ لاتعلقی کو کم کرنے کیلئے اقدامات تجویز کرے گی۔

۵۔ پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 13، 15 اور 17 میں ترمیم کے ذریعے **آئی جی کو ریجنل، سٹی اور ضلعی پولیس کے سربراہان کی تعیناتی** کا اختیار دیا جائے۔

۶۔ پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 77 میں ترمیم کے ذریعے **صوبائی پبلک سیفٹی کمیشن کے آزاد ارکان کے انتخابی پینل** میں ایک رکن نامزد کرنے کا اختیار، وزیراعلیٰ کے ساتھ، گورنر کی بجائے قائد حزب اختلاف، صوبائی اسمبلی کو دے دیا جائے۔ اس طرح انتخابی پینل زیادہ جمہوری اور متفقہ ہو جائے گا اور ممکنہ طور پر زیادہ غیر جانبدار ہو جائے گا کیونکہ گورنر عموماً حکمران جماعت سے ہوتا ہے۔

۷۔ **پولیس افسران کو تشدد اور بدعنوانی کی رپورٹ کا پابند** بنانے کیلئے پولیس آرڈر 2002 میں ترمیم کی جائے۔

۸۔ عسکریت پسندی اور دہشت گردی کے چیلنجوں سے موثر طور پر نمٹنے کیلئے **خصوصی سکیورٹی زون** کے قیام کا اہتمام کرنے کیلئے پولیس آرڈر 2002 میں ترمیم کی جائے۔

۹۔ پاکستان میں **پولیس کمشنری نظام** متعارف کروانے کی ضرورت ہے۔ حکومت کے فیصلے سے مشروط، کمشنر امن عامہ کی صورتحال سنبھالنے کیلئے مجسٹریٹ کو حاصل اختیارات استعمال کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ

1۔ حیدر علی اور دیگر بنام ڈی پی او چکوال اور دیگر، سول پٹیشن نمبر 1282 بابت 2014، 4 ستمبر 2014، عدالت عظمیٰ پاکستان میں زیر التوا ہے۔